

تسہیل المواعظ



تسہیل المواعظ

از: مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہی رحمہ اللہ

رمضان کا خالص رکھنا

بعد نظر اصلاحی: حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

اس تسہیل المواعظ کے متعلق حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا ارشاد

احقر کا مشورہ ہے کہ مثل بہشتی زیور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیے اس کا نفع گھر والوں کی درستی میں بہت جلد آنکھوں سے نظر آجاتے گا۔ ان شاء اللہ تعالی

زیر سرپرستی: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ پوسٹ بکس نمبر: 2074 جامع مسجد قدسیہ
بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر: 54000۔ ☎ 6373310 - 042
6370371 - 042

ناشر: انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)
نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر: 54920 ☎ 042-6861584-042-6551774

دو جہاں کی راحت کی کنجی

رکھ ہمیشہ نظر میں دو باتیں
اے دو عالم کی خیر کے طالبؔ
طبع غالب نہ عقل پر ہو کبھی
اور نہ ہو عقل شرع پر غالبؔ

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ نمبر ۱

تسہیل المواعظ

○

رمضان کا خاص رکھنا

○

حکیم الامت مجدد الملت مولانا
شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب
نور اللہ مرقدہ

ناشر:

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نغیر آباد۔ باغبان پورہ۔ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
فون :- 6551774 -
Mobile:0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com






نام کتاب ——— تسہیل المواعظ

عنوانِ وعظ ——— رمضان کا خالص رکھنا

واعظ ——— حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تسہیل ——— مولانا انوار الحق صاحب امروہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کتابت ——— محمد علی زاہد لاہور

ملنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ

جامع مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہِ قائداعظم لاہور۔ پوسٹ بکس نمبر: 2074

پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 6373310 - 042

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنۃ

نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور

پوسٹ کوڈ نمبر 54920 فون: 6551774 - 042

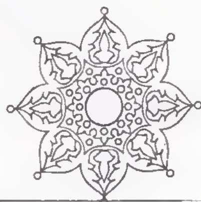


ڈاکٹر **عبد المقیم** خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

32- راجپوت بلاک نفیر آباد باغبانپورہ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر 54920 فون: 6551774 - 042

Mob: 0300-0321-0334-0313-9489624 ,

فہرست



رمضان کا خالص رکھنا

منتخب از تطہیر رمضان وعظ اوّل دعوات عبدیت جلد دوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا - اَمَّا بَعْدُ

چونکہ رمضان شریف کا زمانہ نزدیک آگیا ہے اس لیے مناسب ہے کہ اس کے کچھ حکم بیان کر دیئے جائیں - یہ تو سب کو معلوم ہے کہ روزہ فرض ہے اس کے تو بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور ایسے ہی تراویح کو بھی سب لوگ جانتے ہیں کہ ضروری ہے اس کے بھی بیان کرنے کی حاجت نہیں -

روزہ میں بُرے کام کرنے کیسے ہیں

ہاں اسبات کے بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ بعض لوگوں نے اس مہینہ میں کچھ بری باتیں بڑھا رکھی ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو یا بالکل علم نہیں یا ہے تو مگر کم ہے یا جانتے بھی ہیں مگر احتیاط نہیں کرتے بڑے

تعجب کی بات ہے کہ اس مہینہ میں بھی بُرے کاموں سے نہیں رکتے سوچتے نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے تو اس مہینہ میں ان چیزوں کو بھی حرام کر دیا جو پہلے حلال تھیں پھر جو چیزیں پہلے ہی سے حرام ہیں وہ کس قدر زیادہ حرام ہوگئی ہوں گی۔ اللہ تعالےٰ نے تو روزہ رکھنے کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ اس واسطے ہے کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اب ہر شخص سوچ لے کہ رمضان میں پہلے سے کتنا زیادہ پرہیزگار ہوگیا۔ پہلے کی حالت میں اور اب کی حالت میں کتنا فرق ہوا۔ بدنگاہی کو چھوڑ دیا یا نہیں۔ غیبت سے یعنی کسی کو پیٹھ پیچھے برا کہنے سے رُکا یا نہیں مگر دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بات بھی نہیں چھوڑی دونوں حالتیں ایک سی ہیں کسی بات میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔ بس فقط ایک کام یہ کیا کہ کھانا کھانے کے وقت بدل دیئے ہیں۔ کچھ کھانے میں کمی بھی نہیں کی جتنا پہلے کھاتے تھے اتنا ہی رمضان میں بھی کھاتے ہیں غرض کہ اللہ تعالیٰ نے تو روزہ اس واسطے ہم پر فرض کیا تھا کہ برائیاں کم ہو جائیں مگر لوگوں نے کچھ بھی کم نہ کیں۔ اللہ والے تو کھانا بھی اس مہینہ میں پہلے سے کم کھاتے ہیں اور بعض تو فقط اتنا ہی کھاتے ہیں کہ اس سے زندگی باقی رہے اور اس سے زیادہ نہیں کھاتے انہوں نے سوچ لیا کہ ہمیشہ اچھی طرح کھایا ایک مہینہ عبادت ہی کے واسطے سہی اسی وجہ سے تو انہوں نے کچھ حاصل بھی کر لیا غرض کہ ان لوگوں نے کھانے میں بھی کمی کر دی مگر یہ بات ضروری نہیں ایک ثواب کا کام ہے اس کو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو بڑے دیندار ہیں یہ ہر شخص سے نہیں ہو سکتا۔ مگر گناہ تو چھوڑ دو۔ خیر کھانا اگر پہلے کے برابر ہی کھاؤ تو جائز ہے مگر گناہ تو کسی طرح جائز نہیں لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ دن بھر گناہوں میں گھرے رہتے ہیں بلکہ بعضے تو رمضان میں اور زیادہ گناہ کرنے لگتے ہیں۔ اسی کو دیکھ لیجئے کہ صبح کی نماز اس مہینہ میں اپنے وقت پر ہوتی ہے یا نہیں سو کہیں بھی نہیں ہوتی اس نماز کو تو وقت سے دیر کر کے پڑھنے کی

عادت ہو گئی ہے۔ بہتیروں کی تو قضا ہوتی ہے اور قضا نہ بھی ہو تو اتنی دیر تو ضرور ہی ہو جاتی ہے کہ جس سے جماعت رہ جاتی ہے۔ خوش ہیں کہ ہم نے روزہ رکھ لیا بڑا تعجب ہے کہ نماز کو چھوڑ دیا بھلا فقط روزہ اس کے لیے کیسے کافی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی بخشش کو اس قدر بڑھا دیا کہ دس گنا ثواب دینے کا وعدہ فرما لیا اور ہم اس قدر گناہ کرتے ہیں کہ نیکیوں کو دس گنا کر دینے پر بھی ہمارے گناہ ہی زیادہ رہتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ نیکیاں بڑھی رہتیں اور اس کو بھی اگر جانے دیجئے تو برابر تو رہتیں کیونکہ اس حالت میں بھی ان کے یہاں نیکیاں ہی زیادہ سمجھی جاتیں۔ اس لیے کہ ان کی مہربانی ان کے غصہ سے بہت بڑھی ہوئی ہے تو جب برائیاں اور بھلائیاں دونوں برابر ہوں گی تب بھی رحمت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بھلائیوں ہی پر نظر کریں گے اور جب ہماری یہ حالت ہے کہ وہ تو ایک نیکی کو دس نیکیاں بنا دیتے ہیں اور پھر بھی ہمارے گناہ ہی بڑھے رہتے ہیں تو پھر ہمارا کیا حال ہونا ہے اچھا اس کو بھی جانے دیجئے اگر ہمیشہ ہم گناہوں کو گھٹا نہیں سکتے تو رمضان میں تو ایسا کر لیا جائے

رمضان کے مہینہ میں جو عبادت کر لی جاتی ہے اس کا اثر تمام سال رہتا ہے

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ عبادت کا اثر اس کے بعد گیارہ مہینہ تک رہتا ہے جو کوئی رمضان میں نیکی طبیعت پر زور دے کر بھی کر لیتا ہے تو اس کے بعد آسانی سے نیکی کر سکتا ہے اور جو کوئی رمضان میں کسی گناہ سے بچا رہے تو تمام سال آسانی سے اس سے بچ سکتا ہے اور اس مہینہ میں گناہ چھوڑنے کچھ مشکل نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ پس جب شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ پس جب شیطان قید ہو گئے تو گناہ آپ ہی کم ہو جائیں گے اور ان کا چھوڑ دینا آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ گناہ کی رغبت دلانے

والی دو چیزیں ہیں ایک تو شیطان دوسرے نفس۔ پس شیطان تو قید کر دیتے گئے اب صرف ایک نفس گناہوں کی طرف رغبت دلانے والا رہ گیا پس ایک کو روک لینا آسان ہے پہلے کی طرح رمضان میں دونوں کے روکنے کی مشقت نہیں اٹھانی پڑے گی۔ اس ایک مہینہ میں یہ تکلیف اٹھالینی کوئی بڑی بات نہیں اور جب اس مہینہ میں گناہ چھوڑے رکھو گے تو پھر تمام سال بچا رہنا آپ ہی آسان ہو جاتے گا۔ غرض اس مہینہ میں ہر عضو کو گناہ سے بچایا جاوے۔

جھوٹ

ایک زبان ہی کے بیس گناہ ہیں جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ ایک ان میں سے جھوٹ بھی ہے۔ جس کو لوگوں نے ایسا بنا رکھا ہے جیسے ماں کا دودھ ہوتا ہے کہ اس سے کوئی بچا ہوا نہیں ہوتا اور جھوٹ وہ چیز ہے کہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں اور پھر اس کو مسلمان کیسا مزہ دار سمجھتے ہیں حالاں کہ جھوٹ کے ذرا سے لگاؤ ہو جانے سے بھی گناہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صحابیہ رضی اللہ عنہا نے ایک بچہ سے بہلانے کے طور پر یوں کہا کہ لے یہاں آ چیز دیں گے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ آجائے تو کیا چیز دو گی۔ انہوں نے دکھایا کہ یہ کھجور ہے میرے ہاتھ میں۔ فرمایا اگر تمہاری نیت کچھ دینے کی نہ ہوتی تو یہ گناہ لکھا جاتا۔ دیکھا آپ نے جھوٹ ایسی بُری چیز ہے۔ خیر یہ تو بڑے لوگوں کی باتیں ہیں اگر اس سے نہ بچ سکے تو جو کھلم کھلا جھوٹ ہے اس سے تو بچنا چاہیے اور پھر خاص کر روزہ میں

غیبت

دوسرا گناہ زبان کا یہ ہے کہ لوگوں کے پیٹھ پیچھے ان کی ایسی باتیں کرے جن سے وہ بُرا مانیں اسے غیبت کہتے ہیں۔ لوگ یوں کہا کرتے ہیں کہ میاں ہم تو اس کے منہ پر کہدیں۔ اجی اگر منہ پر عیب نکالو گے تو کون سا اچھا کرو گے

ہاں اتنی بات ہے کہ اگر منہ پر کہو گے تو بدلا بھی پاؤ گے ۔ وہ شخص تمہیں بُرا کہہ لے گا یا اپنے سے اس دھبہ کو مٹا دے گا ۔ پیچھے بُرائی کرنا تو دھوکے سے مارنا ہے ۔ یاد رکھو جیسا کہ دوسروں کے مال کی قدر اور عزت ہے ایسی ہی بلکہ اس سے زیادہ آبرو کی عزت ہے ۔ دیکھو نا جب آبرو پر بنتی ہے تو مال تو کیا چیز ہے جان تک کی پرواہ نہیں رہتی تو جب دوسروں کے مال ہی پر ہاتھ ڈالنا جائز نہیں تو آبرو پر ہاتھ ڈالنا کیسے جائز ہو سکتا ہے ۔ مگر غیبت ایسی پھیل گئی ہے کہ باتوں میں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ غیبت ہو گئی یا نہیں اس سے بچنے کی ترکیب تو بس یہی ہے کہ کسی کا بھلا یا برا کچھ بھی ذکر نہ کیا جائے کیونکہ بھلائی کا ذکر بھی اگر کرو گے تو شیطان دوسرے کی بُرائی تک پہنچا دیتا ہے اور کہنے والا سمجھتا ہے کہ میں بھلائی کا ذکر کر رہا ہوں حالاں کہ برائی کے مل جانے سے وہ بھلائی کری بے کری برابر ہو گئی ۔ اجی حضرت آپ کو تو اپنے ہی کام بہتیرے ہیں پہلے ان کو پورا کیجئے آپ کو دوسرے کی کیا پڑی اور گناہ ہونے کے سوائے غیبت میں کچھ مزہ بھی تو نہیں اور دُنیا میں بھی نقصان ہے کیونکہ جب دوسرا آدمی سنے گا تو عداوت پیدا ہو جاوے گی پھر آپ خود سمجھ لیجئے کہ اس کا کیا اثر ہو گا ۔ اسی طرح زبان کے بہت گناہ ہیں سب سے بچنا ضروری ہے اور ایک گناہ روزہ کے ساتھ خاص ہے کہ حرام مال سے روزہ افطار کیا جاوے ۔ بڑے تعجب کی بات ہے خیال تو کیجئے کہ اس مہینہ میں حلال کھانا بھی ایک وقت میں حرام ہو گیا پھر یہ کونسی عقل کی بات ہے کہ دن بھر تو اسے لوگ چھوڑے رہیں اور شام کو حرام سے افطار کریں ۔

غلطی ان لوگوں کی جو کہتے ہیں کہ رزقِ حلال نہیں ملتا

اصل میں بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے خبط میں ڈال دیا ہے یوں کہتے ہیں کہ رزق حلال تو پایا نہیں جاتا سوائے اس کے کہ دریا میں سے مچھلی شکار کر کے کھائی جاوے یا سبزی کھا کر یا گھاس چر کر پیٹ بھر لیا جاوے

اور اس کے بارہ میں کچھ قصے مشہور کیے ہیں۔ وہ ایک بزرگ کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ان کا بیل لڑتے لڑتے دوسرے کے کھیت میں چلا گیا۔ تو انھوں نے اس کھیت کا غلّہ کھانا چھوڑ دیا نہ معلوم دوسرے کے کھیت کی مٹی جو میرے بیل کے کھُر میں لگ کر بلا اجازت چلی آئی کون سے دانہ میں شامل ہو گئی۔ اگر یہ قصہ سچا ہے تو وہ ان کا حال تھا اس کی وجہ سے وہ مجبور تھے دوسروں پر ایسا کرنا ضروری نہیں۔ اگر خود اپنے اختیار سے ایسا کرے تو یہ تقوے کا ہیضہ ہے جب اتنے شبہ کو بھی حرام میں داخل سمجھا جاتے گا اور ظاہر ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے تو گمان یہ ہوگا کہ حرام سے بچنا مشکل ہے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ سب کے سب حرام میں پھنسے ہوتے ہیں اور حلال کو بالکل چھوڑ رکھا ہے میں کہتا ہوں کیا سب مولوی حرام کھاتے ہیں۔ ایک بزرگ تھے مولانا مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی ان کو حرام مال دھو کے سے بھی کھلا دیتا تھا تو قے ہو جایا کرتی تھی لیکن پھر بھی وہ دونوں وقت کھانا کھاتے تھے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حلال بھی دنیا میں ضرور ہے ورنہ وہ کیا کھاتے تھے اور اگر حرام ہی کھاتے تھے تو طبیعت کو حرام سے یہ نفرت نہیں ہو سکتی تھی تو پھر کہنا پڑے گا کہ ہمیشہ قے ہی کیا کرتے ہوں گے اور اس کا غلط ہونا ظاہر ہے۔ غرض دنیا میں حلال بھی ہے حرام بھی ہے اگر مسئلے پوچھتے رہیں تو سب معلوم ہو جائیں مگر لوگ پوچھتے ہی نہیں اور اسی کا سارا فساد بھی ہے کہ لوگوں نے پوچھنا چھوڑ دیا جو جی میں آیا کرتے رہے یہاں تک کہ اس کی عادت ہو گئی اب جو کسی نے حرام چیز سے منع کیا تو اس کا چھوڑنا نہایت دشوار معلوم ہوا۔ بس کہدیا کہ میاں یہ لوگ تو خواہ مخواہ بھی حلال کو حرام ہی کہا کرتے ہیں۔ ان کی تو غرض یہی ہے کہ مال نہ بڑھے اور مسلمان مالدار نہ ہوں۔ بس ہوتے ہوتے یہ ذہن میں جم گیا کہ ان کے یہاں تو سب چیز حرام ہی ہے حلال کوئی چیز بھی نہیں اور اس سے حلال چیزوں کو بھی حرام ہی سمجھنے لگے اور خوف سے

مولویوں کے پاس جانا چھوڑ دیا کہ دیکھنا چاہیے ہمارے کس معاملہ کو حرام بتا دیں اور یہ خیال کر لیا کہ اگر کسی معاملہ کو حلال بھی بتائیں گے تو وہ ہماری خاطر ہی سے کہہ دیں گے اور ہوگا تو وہ حرام ہی کیونکہ حلال کا تو پتہ نہیں سو یہ خیال بالکل غلط ہے جس کو مولوی حلال بتا دیں وہ اللہ کے نزدیک حلال ہے اور جس کو حرام بتا دیں وہ اللہ کے نزدیک حرام ہے۔ شیطان کے بہت جال ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ سب حرام ہے۔ پھر بعض لوگ حرام حلال میں خواہ مخواہ شبہ کر کے حلال کو بھی چھوڑ دیتے ہیں کہ جب اس میں شبہ ہوتا ہے تو چھوڑ ہی دو چاہے مولوی کتنا کہیں کہ یہ حلال ہے خیال تو کرو کہ وہ کوئی ظالم نہیں ہیں کہ ناجائز کو جائز بتلا کر خواہ مخواہ تم کو گناہ میں ڈال دیں وہ جائز ہوگا جب ہی تو وہ تم کو بھی جائز بتلاتے ہیں اور یہ خیال مت کرو کہ حلال موجود ہی نہیں۔ مولویوں سے پوچھتے رہا کرو پھر جس بات سے وہ منع کیا کریں اسے ہمت کر کے چھوڑ دیا کرو۔

نفس کی کم ہمتی کا عمدہ علاج

اگر نفس کم ہمتی کرے تو اسے یہ سمجھاؤ کہ دُنیا کے بادشاہوں کی تو فرمانبرداری تو کرتا ہے پھر جو سب سے بڑا بادشاہ ہے اس کی تابعداری کیسے نہ کرے گا اس کے حکم کو تو ضرور ہی ماننا چاہیے اور جب تم خود اپنی ہمت مضبوط کر لو گے تو دوسرے لوگ بھی تم کو اس سے نہ روکیں گے لوگ تو سب مان جاتے ہیں آدمی پکا چاہیے اور خود اللہ تعالےٰ ایسے سامان کر دیتے ہیں جس سے ان کے حکموں پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ خیال کر لیجئے کہ حاکم جب کسی کو مشکل کام کا حکم دیتا ہے تو خود اس کی مدد بھی کیا کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ دل کو مضبوط کر لو اور پکا ارادہ کر لو کہ ہم کوئی کام بلا پوچھے نہ کریں گے۔ ہاں اس پوچھنے سے بعض باتیں ناجائز بھی نکلیں گی جس سے آمدنی کم ہو جاتے گی مگر اس سے گھبرانا مت کیونکہ اس کم میں ہی برکت ہو گی جب چاہو آزمالو۔

رزق میں برکت کے معنی

اور برکت ہونے کے یہ معنی نہیں کہ تھوڑی چیز زیادہ ہو جاتی ہے کہ بازار سے تو لاتے ایک من اور گھر پر آکر اترے دو من۔ اگرچہ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے۔

ایک شخص کے مسجد بنوانے کی حکایت

ایک سخی شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ مسجد بنواتے تھے اور ایک تھیلی میں روپیہ رکھتے تھے اور کام انھوں نے شروع کرا دیا تھا۔ جب ضرورت ہوتی اسی تھیلی میں سے ہاتھ ڈال کر نکال لاتے یہاں تک کہ سب کام بن گیا حساب جو لگایا تو جتنا روپیہ تھا اس سے کم نہیں ہوا۔ لیکن یہ بہت کم ہوتا ہے۔ زیادہ تو برکت کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جو کچھ تمہاری آمدنی ہے وہ سب تمہارے خرچ میں آئے بے کار خرچ نہ ہو نہ بیماری میں خرچ ہو نہ فضول خرچیوں میں نہ فضول مقدموں میں۔ نہ بے کار تکلف کی چیزوں میں خراب ہو۔ جو کچھ بھی تمہاری آمدنی ہو وہ تمہاری ہی ذات پر خرچ ہو ایسی تھوڑی آمدنی اس زیادہ آمدنی سے اچھی ہے کہ تمہارے اوپر خرچ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تمام دُنیا کی چیزوں سے ہزار درجہ بہتر ہے

اور آخر میں مَیں کہتا ہوں کہ برکت بھی نہ سہی خود اللہ تعالےٰ کی خوشنودی ہی کیا کچھ کم ہے اس کے سامنے تو تمام دُنیا کی چیزوں کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اجی اللہ تعالےٰ ملیں پھر کیا حقیقت ہے کسی چیز کی۔ مال و دولت کے مقابلہ میں کیا اللہ تعالےٰ کی کچھ عزت نہیں سمجھتے ہو دنیا کے بادشاہوں کی رضامندی کے واسطے کتنے کتنے سفر کرتے ہو اور کیا کیا خرچ کرنا پڑتا ہے تب کہیں وہ رضامند ہوتے ہیں اور وہ بھی تھوڑی دیر کے لیے کیونکہ ذرا سی بات پر بگڑ جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ایسے

مہربان ہیں کہ فرماتے ہیں کہ ہم شکر کرنے والے ہیں۔ اس لفظ کو ذرا خیال تو کیجئے اگر کوئی شخص بادشاہ کے سامنے کوئی چیز لے جائے اور بادشاہ اس کی منظوری یا نامنظوری کچھ ظاہر نہ کرے مگر ہاں اس میں کوئی عیب بھی نہ نکالے اور صرف اپنے خزانچی کو حکم دیدے کہ اسے رکھ لو تو لے جانے والے کے دماغ آسمان پر پہنچ جاویں گے اور سناتا پھرے گا کہ بادشاہ نے ہمارا ہدیہ رکھ لیا اور اللہ تعالےٰ کو دیکھتے کہ ہم ان کے یہاں اپنے عمل لے جاتے ہیں اور وہ ان پر شکر کرتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں اور پھر یہ بھی دیکھئے کہ ہمارے عمل ہیں کس قابل۔ ایک نماز ہی کو لے لیجئے کہ کھڑے تو ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ سے باتیں کرنے کو اور دل ہی دل میں تمام جہان سے باتیں کرنے لگتے ہیں۔ کہیں کسی چیز کا خیال ہے کہیں کسی چیز کا دھیان ہے۔

ہماری نماز کی حالت

ہماری حالت ایسی ہے کہ ایک بادشاہ نے صرف اپنی مہربانی سے اپنے غلام کو دربار میں آنے کی اجازت دی اور جب خود نہ آیا تو پکڑوا کر بلوایا اور جب پکڑے ہوئے دربار میں پہنچے تو بادشاہ نے مہربانی کی اور محبت سے باتیں کیں تاکہ ساری رعایا میں اس کی عزت ہو جاوے بس ہماری بھی یہی حالت ہے کہ وہ زبردستی اپنے دربار میں ہمیں بلاتے ہیں صرف ہمارے نفع کے لیے ان کا کچھ نفع نہیں اور جب دربار میں پہنچے تو کیا کیا کہ پہنچتے ہی تو منہ پھیر کر کھڑے ہو گئے اور کانوں میں اُنگلیاں دے لیں مگر بادشاہ تو ایسا مہربان ہے کہ اس پر بھی خفا نہیں ہوتا بلکہ اپنے خادموں کو حکم دیتا ہے کہ اس بے وقوف کی انگلیاں کانوں سے نکال دو بلکہ ہاتھ باندھ دو کہ پھر انگلیاں کانوں میں نہ دے سکے اور منہ اس کا ہماری طرف کر دو اور بادشاہ جلدی سے مہربانی کے ساتھ باتیں کرنے لگے تاکہ ایک دفعہ اس کے کان میں پڑ جائیں مگر یہ تو قسم کھا کر چلے ہیں کہ الٹا ہی کریں گے بس انھوں نے چٹ سے پھر اُنگلیاں کانوں کی طرف بڑھائیں مگر ہاتھ بندھے ہوتے تھے۔ اس وجہ سے مجبور

ہو گئے مگر انہیں یہ خوف لگا ہُوا تھا کہ کہیں محبوب کا کلام کان میں نہ پڑ جاتے اس لیے اس جگہ سے بھاگ کر گھوڑوں کے بندھنے کی جگہ جا پہنچے اور وہاں گھوڑے کے پاس چھپ گئے وہاں آدمی پکڑنے کے لیے پہنچا تو آپ وہاں سے نکل کر گدھے کے پاس چھپ گئے ایک گھنٹہ بھر یہی حالت رہی کہ یہ بھاگا کیے اور بادشاہ کے نوکر بلکہ خود بادشاہ ان کے پیچھے پھرا کیا مگر یہ اپنی نالائقی سے نہ باز آتے۔

جیسی ہماری نماز ہے اس پر سزا ہی نہ ہو تو بڑی رحمت ہے

اب آپ بتلایئے کہ یہ شخص کسی سزا کے لائق ہے یا اب بھی بادشاہ کو اس پر رحم آنا چاہیے اس کی تو یہ سزا تھی کہ جب پہلی ہی مرتبہ اس نے نالائقی کی تھی اسی وقت اس کو مجرم بنا کر دربار سے نکال دیتے اور کبھی دربار میں آنے کی اس کو اجازت نہ ہوتی اور بادشاہ کی ہتک کرنے کی سزا دی جاتی۔ بس اب ہم دیکھ لیں کہ ہماری تو اس غلام کی سی حالت ہے اور اللہ تعالٰے کو ہمارے ساتھ کیسی مہربانی کا برتاؤ ہے ان کی طرف سے تو حاضری کی ہر وقت اجازت ہے جب جی چاہے نفل نماز پڑھو سوائے دو تین وقت کے کہ ان میں تو اجازت نہیں جیسے کہ سورج نکلنے کے وقت اور مثل اس کے باقی سب وقتوں میں اجازت ہے مگر ہمیں توفیق نہیں ہوتی کہ اس اجازت کو غنیمت سمجھیں یہاں تک پکڑ کر بلانے کی نوبت پہنچی۔ یعنی فرض نماز کا وقت آیا۔ ہم تب بھی کاہلی کے ساتھ گرتے پڑتے پہنچے، بُرا بھلا وضو کیا اور مجبوری سے نماز کی نیت کی یعنی سامنے باتیں کرنے کو کھڑے ہوتے ہی ایسا منہ پھیرا کہ کچھ خبر نہیں رہی صرف زبان سے لفظ پڑھ رہے ہیں دھوکہ دینے کے واسطے بادشاہ کی تعریف کر رہے ہیں۔ یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھا۔ اللہ تعالٰے نے اس منہ پھیرنے پر نظر کی اور باتیں کرنی شروع کیں۔ الحمد شریف کی ہر آیت پر جواب

دینا شروع کیا جیسے کہ حدیث میں آیا ہے ہمارے کان میں جو ذرا سی بھنک ان کے جواب کی پڑی تو ایسے بھاگے کہ سیدھے گھر آکر دم لیا کبھی بیوی کے پاس کبھی بچوں کے پاس کبھی مکان میں پھرا کیے کبھی کہیں کا خیال کبھی کہیں کا غرض یہی مسخراپن کرتے رہے یہاں تک کہ بڑی مشکل سے دربار کی حاضری ختم تک پہنچی۔ یعنی سلام پھیرا کہ بڑی خیر ہوئی کہ بادشاہ کی ہم کلامی سے بچ گئے جانے وہ کاٹ کھاتا یا کیا کرتا مگر یہ خبر نہیں کہ ہم کلامی ہو جاتی تو کیا کچھ ملتا صاحبو اب ان گستاخیوں بھری ہوئی نماز سے ہم کو وہی سزا ملنی چاہیے جو اس غلام کو ملنی چاہیے تھی کہ اگر ایک دفعہ بھی ہم ایسی نماز پڑھتے تو کبھی اللہ تعالےٰ کے یہاں ہم کو گھسنے نہ دیا جاتا اور دربار سے نکلتے ہی فوراً حکم جاری ہو جاتا کہ اس کو ہمیشہ کے واسطے جیل خانہ بھیج دو مگر اب ان کی مہربانی کو دیکھئے کہ حکم فرمایا تو یہ فرمایا کہ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُورًا کہ اس نے بہت اچھی طرح کام کیا۔ ہمارے لیے مر جانے کی بات ہے جیسا کہ ہم نے اچھا کام کیا ہے اسے تو ہمارا دل ہی خوب جانتا ہے ہے اور جو لوگ وہاں حاضر تھے انہوں نے ہمارے کام کو دیکھا تھا ان کے سامنے ہماری شرم رکھنے کے واسطے فرماتے ہیں کہ ان کی بُرائیوں کو ہم نیکیوں سے بدلے دیتے ہیں۔ یہ بے وقوف ہے گو اس نے کتنی ہی گستاخیاں کیں مگر ہم اس آنے کو بھی حاضری میں لکھ لیتے ہیں اور اس کی وہی عزت کی جاتی ہے جو تمیز کے ساتھ آنے والے کی جاتی ہے۔ اب فرماتیے کہ ایک مرتبہ ایسا معاملہ بادشاہ کسی کے ساتھ کرے تو کیا دوبارہ اس شخص کی ہمت پڑ سکتی ہے کہ پھر اس بدتمیزی سے دربار میں جاوے ہرگز نہیں بلکہ شرم کی وجہ سے سر سے پیر تک پسینہ میں ڈوب جائے گا اور ایسا کرنے کی کبھی ہمت نہ ہو گی مگر ہم ایسے ناشکرے ہیں کہ ایک دو دفعہ کیا معنی سیکڑوں بار بلکہ ہر روز پانچ بار یہی بدتمیزی کرتے ہیں مگر ادھر سے کچھ بھی اس کا خیال نہیں کیا جاتا اور اس پر طرہ یہ کہ ایک تو ہمارے یہ عمل لنگڑے لولے ہیں ہی دوسرے ان

پر پابندی بھی نہیں کرتے بلکہ اور اُلٹے ناجائز کام کرتے ہیں۔ صاحبو! ذرا شرماؤ اور نیک کام کرو اور حرام سے بچو خاص کر رمضان کے مہینہ میں۔ یہ تو روزہ کے اندر جو خرابیاں کر رکھی ہیں اُن کا بیان تھا۔

تراویح میں جو خرابیاں کر رکھی ہیں ان کا بیان

اب ایک عمل خاص رمضان کا اور ہے جیسے دن کا عمل روزہ ہے ایسے رات کا عمل تراویح ہے۔ اس میں یہ خبط کر دیا ہے کہ تراویح کی بیس رکعت گنتی میں تو پوری کر لیتے ہیں مگر یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان میں توریت پڑھی جاتی ہے یا انجیل پڑھی جاتی ہے۔ اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ یا تو شروع کا حرف سمجھ میں آتا ہے یا رکوع میں جانے کے وقت جو اللہ اکبر کہتے ہیں وہ سمجھ میں آتا ہے ایک حافظ کا قصہ ہے کہ قرآن شریف پڑھتے پڑھتے جہاں بھولے وہاں اپنی طرف سے بنا کر پڑھ دیا۔ مدتوں تک بڑی تعریف ہوتی رہی کہ ان کو کہیں تشابہ بھی نہیں لگتا لاحول ولا قوۃ صاحبو! اللہ تعالےٰ کو دھوکہ مت دو جیسے کہ پوری بیس رکعت گناتے ہو ایسے ہی انہیں ڈھنگ سر بھی کر لو۔ ایک یہ ظلم ہوتا ہے کہ حافظ نمازیوں کو بھگاتا ہے اتنی اتنی لمبی رکعتیں کرتا ہے کہ کوئی ٹھہر ہی نہ سکے پانچ پانچ سیپارہ ایک ایک رکعت میں بھلا پھر کون رُکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ خوشخبری سناؤ اور نفرت مت دلاؤ اور آسانی کرو اور تنگی میں مت ڈالو ہاں ایسا ہی شوق ہے تو تہجد میں جتنا چاہو پڑھو اور اگر اور کسی کا بھی شریک ہونے کو دل چاہے تو اس میں شریک ہو جاوے مگر اس میں امام کے سوا تین سے زیادہ جماعت میں نہ ہوں کیوں کہ کتابوں میں اس کو بھی مکروہ لکھا ہے۔

شبینہ میں جو خرابیاں کررکھی ہیں اُن کا بیان

بعضے لوگ ایک ہی رات میں پورا قرآن ختم کرتے ہیں جسے شبینہ کہتے ہیں۔ اس میں تو کئی بدعتیں ہیں غور کرکے دیکھ لیجئے کہ اس میں دکھلاوا کی نیت ہوتی ہے جو اس کا انتظام کرتا ہے اس کی بھی یہی نیت ہوتی ہے اور امام اور سننے والوں کی بھی، امام تو تعریفوں کے امیدوار ہوتے ہیں کہ جہاں سلام پھیرا اور لوگوں نے منہ پر تعریف کردی تو خوش ہوگئے اور اگر کسی نے تعریف نہ کی تو پڑھا بھی نہیں جاتا حدیث میں حکم کیا ہے کہ تعریف کرنے والے کے مُنہ پر خاک جھونک دو اور جو امام ہوتے ہیں ان پر بھی اس تعریف کا اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض امام تو تعریف کرانے کو لقمہ تک نہیں لیتے اپنا ہی پڑھے چلے جاتے ہیں اس خیال سے کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ اچھا یاد نہیں اور جو لوگ انتظام کرتے ہیں وہ تو نماز میں آن کر شامل بھی نہیں ہوتے انہیں چائے پانی ہی سے فرصت نہیں ہوتی۔ میں پوچھتا ہوں کہ شبینہ چائے پانی کے لیے کیا ہے یا قرآن شریف سننے کے لیے بس معلوم ہوا غرض ان کی یہ ہے کہ لوگ جان لیں کہ ہمارے یہاں فلانی مسجد سے اچھا انتظام رہا بس چائے پانی اچھا رہا مگر اصل چیز تو چھوٹ گئی۔ اب رہے سننے والے تو انصاف سے کہ دیکھئے وہ قرآن شریف سننے کے لیے آتے ہیں یا نماز کے ساتھ دل لگی کرنے کو کچھ کھڑے ہیں کچھ بیٹھے ہیں کچھ کبھی کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی بیٹھ جاتے ہیں۔ کبھی کچھ لوگ بیٹھ بھی نہ سکے تو نیت توڑ کر لیٹے لیٹے سُن رہے اور کریں بھی کیا بیچارے گھنٹوں تک کیسے کھڑے رہ سکتے ہیں اور بعضے جو ہمت کرکے کھڑے بھی ہیں تو امام کی غلطیوں کو چھوڑتے جاتے ہیں خواہ وہ کیسی ہی غلطی کرتا چلا جاتے بتلا نہیں سکتے کیوں کہ بتلانے سے حرج ہوگا اور قرآن شریف ختم ہونے سے رہ جائے گا۔ بعضے یہ غضب کرتے ہیں کہ نماز میں تو شریک نہیں ہوتے ویسے ہی بیٹھے بیٹھے

امام کو لقمہ دیئے جاتے ہیں اس صورت میں اگر امام نے لقمہ لے لیا تب بھی نماز سب کی ٹوٹ جاوے گی اور اگر نہ لیا تو غلطی رہ گئی اور غلطی سے اگر معنٰی خراب ہو گئے تب بھی نماز درست نہ ہو گی اب ان سننے والوں کی ساری محنت بے کار گئی مفت میں بے چاروں کو تکلیف بھی ہوئی غرض کہ ایسی حالت میں اگر لقمہ لیا تب بھی نماز نہ ہو گی اور اگر نہ لیا تب بھی درست نہ ہو گی۔ اب ان سب حالتوں کو ملا کر آپ ہی کہہ دیجئے کہ یہ نماز ہے یا کھیل ہے اور جب شرع کے قاعدہ سے نماز ہی نہ ہوئی تو پھر قبول کیا ہوتی اور ایک خرابی شبینہ میں یہ بھی ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نفل کی جماعت کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اس کو تراویح کی جماعت میں کر سکتے ہوں زیادہ نمازی تو ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اول سے آخر تک شریک رہیں اور اس میں تراویح کو پوری کریں اس لیے اول سب امام اور مقتدی تراویح علیحدہ پڑھ لیتے ہیں اور پھر نفلوں میں پڑھتے ہیں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے۔ غرض کہ بہت سی خرابیاں شبینہ میں کر رکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض حافظ اپنا اپنا پڑھنے کے بعد آن کر شریک ہوتے ہیں تاکہ امام کو غلطی میں ڈالیں اور اسے چکرا دیں یہاں تو آپ کہہ دیں گے کہ یہ سننے کو آتے ہیں اس میں تو کچھ بے ادبی نہیں ہے مگر ذرا نیت تو دیکھ لو اور اسی قسم کی بہت سی بدعتیں اس میں شامل کر رکھی ہیں۔ ہاں اگر شبینہ میں تمہاری صرف یہی نیت ہو کہ قرآن شریف پورا ہو جائے تو اچھی بات ہے مگر نیت کو اچھی طرح دیکھ لیجیو کہ اس میں دکھاوٹ وغیرہ اور تو کچھ نہیں مل رہا ہے اور اس کی شہرت بھی نہ دو کہ ہمارے یہاں شبینہ ہو گا ورنہ پھر وہی دکھلاوا ہو جاوے گا خالص نیت نہ رہے گی اور جتنی ہمت ہو قرآن شریف پڑھو امام کو گڑبڑ میں نہ ڈالو اور جتنی خرابیاں کر رکھی ہیں ان سے بچے رہو۔

غیر عورتوں کو قرآن شریف تراویح میں سُنانا بُرائی سے خالی نہیں

ایک بدعت

رمضان میں یہ رکھی ہے کہ حافظ گھروں میں جا کر غیر عورتوں کو محراب سناتے ہیں اس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ ایک یہ کہ غیر مرد جب خوش آوازی سے پڑھے تو اس کی آواز عورت کو سننا ایسے ہی منع ہے جیسے کہ مرد غیر عورت کی آواز سُنے اور رواج یہی ہے کہ خوش آواز مرد تلاش کیے جاتے ہیں اور حافظ صاحب بھی مردوں کی جماعت میں تو شاید سادہ سادہ ہی پڑھتے مگر عورتوں میں خوب بنا بنا کر پڑھتے ہیں بھلا عورتوں کو جماعت کی کون سی ضرورت ہے اپنی اپنی الگ پڑھیں اور انہیں کچھ محراب سننے کی بھی ضرورت نہیں اگر حافظ ہیں تو تنہا تنہا اپنی تراویح میں ختم کریں اور اگر حافظ نہیں تو اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ سے پڑھ لیں اور ایسا ہی شوق ہے تو روزمرہ جتنا ہو سکے ناظرہ قرآن پڑھ لیا کریں۔ غیروں کی خوش آوازی سننے میں کیوں روپیہ خرچ کر کے گناہ مول لیتی ہو دوسری بدعت اس میں یہ کر رکھی ہے کہ حافظ کو اجرت دے کر قرآن شریف پڑھوایا جاتا ہے اور عبادت پر اُجرت لینی حرام ہے۔

مُردہ کی قبر پر اجرت دے کر قرآن شریف پڑھوانا حرام ہے

یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قبر پر حافظ کو مقرر کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں بھی تو یہی بات ہے کہ عبادت پر اُجرت لی جاتی ہے۔ اس پر بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ صاحب مولویوں کو کیا ہو گیا ہے کہ مردہ کو ثواب پہنچانا ہی بند کرا دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کا ثواب ہی نہیں پہنچتا پھر بند کیا کرا دیا۔ کیونکہ ثواب پہنچنے کی صورت تو یہ ہوتی ہے کہ اوّل کرنے والے کو ثواب ملتا ہے پھر اس کو اختیار ہے جسے چاہے بخشدے جیسے اپنا مال جسے چاہے

دیدے اور یہاں خود ہی کو ثواب نہیں ملا تو دوسرے کو کیا بخشے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم حافظ کو تراویح میں محراب سنانے کی اُجرت نہیں دیتے اور اسی وجہ سے ہم پہلے سے ٹھہراتے بھی نہیں کہ اتنے روپیہ دیں گے مگر آپ کو نہیں معلوم کہ جس بات کا رواج ہے اس کا ٹھہرانا بے ٹھہرانا سب برابر ہے اگر حافظ صاحب کو کسی طرح معلوم ہو جاوے کہ یہاں کچھ نہ ملے گا تو درمیان رمضان میں ہی حافظ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہیں ہاں اگر دینے کا رواج نہیں اور کچھ ٹھہرایا بھی نجاوے تو اس حالت میں جو کچھ دیا جاوے اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ حافظوں کو ویسے ہی دیتے رہا کرو اب اس طرح دینے کی تو عادت نہیں رہی اس وجہ سے ان بے چاروں کی نیتیں خراب ہو گئیں اگر انہیں بلا مانگے اور بلا حیلہ کیے ہی دے دیا جایا کرے تو یہ نوبت کاہے کو آتے۔

ایک طالب علم کی حکایت

ایک طالب علم کا قصہ ہے کہ وہ ایک جگہ پڑھنے گئے، کھانا مقرر نہ ہوا اتفاق سے ایک موت ہو گئی اور وں کے لیے تو غمی تھی مگر اس بے چارہ کے لیے عید کا دن آگیا۔ ان کا کھانا چالیس دن کے لیے مقرر ہو گیا۔ انھوں نے اس کو غنیمت سمجھا جب چلہ ختم ہونے کو آیا تو انہیں فکر ہوئی کہ پھر وہی فاقہ آتا ہے اتفاق سے چلہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ ایک اور موت ہو گئی ان کے ایک چلہ کا سامان اور ہو گیا غرض کہ اسی طرح کئی موٹے موٹے ایک کے بعد دوسرا ہو کر لڑھک گئے ان طالب علم کو چاٹ لگ گئی اور ہر وقت انتظار میں رہنے لگے کہ کسی طرح کوئی مرے۔ ایک روز ایک شخص نے کہا یہ طالب علم سارے محلہ کو اسی طرح کھا جائے گا ورنہ اس کا کھانا کر دو۔ کہیں اس طرح بھی اللہ تعالیٰ پہنچاتے ہیں۔

حافظوں کی نیت کس وجہ سے بگڑی اور کس وجہ سے عبادت پر اجرت لینی شروع کردی

غرض یہ نوبت بدنیتی کی کاہے سے پہنچی۔ صرف اس وجہ سے کہ حق داروں کی خبر نہیں۔ لیتے یوں تو کبھی سالن بھی ڈھنگ کا نہ ملے۔ ہاں جمعرات کے دن حلوے آجائیں گے اور جو کوئی مولوی کہتا ہے کہ جمعرات ہی کے ساتھ کھانے دینے کو کیوں خاص کر رکھا ہے تو برا معلوم ہوتا ہے صاحبو! سوچو تو کیا آٹھ دن کا کھانا ایک دن کھا سکتے ہو۔ طالب علم غریب نے کیا قصور کیا ہے کہ ہفتہ بھر تک تو فاقہ کراؤ اور ایک دن اتنا لا کر رکھ دو کہ کھا نہ سکے۔ چاہئے کہ ان کی خدمت کرتے رہا کرو تا کہ ان کی نیت نہ بگڑے مگر لوگ ایسا نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کی خدمت کرنے والوں کو لوگ حقیر سمجھتے ہیں اس لیے نہ ان کی کچھ عزت کی جاتی ہے نہ ان کے ساتھ کچھ سلوک کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے رواج ہو گیا ہے کہ اذان کہنے کے لیے وہی مقرر ہوتا ہے جو کسی کام نہ ہو۔ لولے لنگڑے اپاہج جو کسی کام کے نہ رہیں وہ اذان کہنے کا پیشہ لے لیتے ہیں پھر کوئی ان کی خبر لیتا ہی نہیں۔ اس وجہ سے ان کی نیتیں بگڑ گئیں۔ ایک مردہ کا چادرہ کسی نے ایک فقیر کو دیدیا تھا اذان دینے والے کو جو خبر لگی تو فوراً پہنچے کہ واہ صاحب میرا حق اس کو دیدیا خدا خدا کر کے تو یہ دن آتا ہے اس میں بھی ہمارا حق اوروں کو دے دیتے ہو۔ بے شک یہی بات ہے بہت انتظار کے بعد یہ دن نصیب ہوتا ہے مگر اس میں اس کا قصور نہیں بلکہ محلہ والوں کا قصور ہے انہوں نے یہ نوبت کیوں پہنچائی اگر ہم لوگ مقرر کرلیں کہ گیارہ مہینہ میں جہاں اپنے لیے کپڑے بناتے ہیں ایک کپڑا ان کو بھی بنا دیں اور جہاں آپ کھاتے ہیں کبھی کبھی ان کی بھی دعوت کر دیا کریں اور اپنے خرچ کے روپیوں کے ساتھ ان کے لیے بھی کچھ روپیہ نکال دیا کریں غرض کہ رمضان کے سوا اور مہینوں میں بھی حافظوں کی برابر خبر گیری کرتے رہا کریں پھر رمضان شریف

میں ان سے کہا جاوے کہ قرآن شریف سنا دیجئے تو کیا نہیں سنا دیں گے ضرور خوشی کے ساتھ منظور کرلیں گے اور اس میں کچھ بھی خرابی نہ ہوگی۔ کیونکہ اب عبادت پر اجرت ہی نہیں رہی غرض اجرت پر حافظ سے قرآن شریف پڑھوانا جائز نہیں اور ایسی ہی عورتوں کو گھروں میں سنانا مناسب نہیں اور عورتوں کو پورا قرآن سننے کی کیا حاجت ہے شرع نے ان پر فرض تو کیا نہیں تو ان کے ذمہ کچھ ضرور نہیں بس اَلَمْ تَرَكَيْفَ سے تراویح پڑھ لیا کریں اور اس میں ایک خرابی اور بھی ہوتی ہے کہ جب ایک جگہ حافظ عورتوں کے سنانے کو مقرر کیا جاتا ہے تو سارے محلہ سے عورتیں آکر جمع ہوتی ہیں اور عورت کو بغیر ضرورت کے گھر سے نکلنا جائز نہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے تو پھر عورتوں کا جمع ہونا درست نہ ہوا کیونکہ ان کو محراب سننا کوئی ضروری نہیں۔

ختم کے دن زیادہ چراغ جلانے میں کیا کیا خرابیاں ہیں

ایک بدعت

رمضان شریف میں یہ کر رکھی ہے کہ قرآن شریف کے ختم کے روز بہت سے چراغ جلاتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ روشنی کرتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ اس سے دین کی رونق زیادہ ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ رمضان میں ہی دین کے رونق دینے کی ضرورت ہے یا باقی تمام مہینوں میں بھی تو پھر ہمیشہ بہت سے چراغ جلایا کیجئے یا یوں کہیے کہ اور دنوں میں دین کے چھپانے کا حکم ہے خوب جان لیجئے کہ رونق اور عزت نیک کاموں ہی سے ہوتی ہے۔

رونق دین کی دین ہی سے ہوتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ سنا ہوگا کہ جس وقت شام کے ملک میں گئے ہیں اور

عیسائیوں کے شہر کے پاس پہنچے تو کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے تھے اور آپ کی سواری کا اونٹ ساتھ تھا مگر اس پر خود سوار نہ تھے بلکہ آپ کا غلام اس پر سوار تھا لوگوں نے کہا کہ یہاں اپنا مرتبہ اور عزت دکھانے کا موقع ہے کم از کم گھوڑے پر سوار ہو جائیے۔ آپؓ نے ان کے بہت کچھ کہنے سننے سے منظور کر لیا۔ جب سوار ہوئے تو گھوڑے نے کودنا اچھلنا شروع کیا۔ آپ فوراً اتر پڑے کہ اس سے نفس میں بڑائی اور خود پسندی پیدا ہوتی ہے اور انہوں نے جو عزت ظاہر کرنے کی ضرورت بیان کی تھی اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم وہ قوم ہیں کہ دین ہی سے ہماری عزت ہے۔ بھلا چراغوں سے کہیں دین کی عزت ہو سکتی ہے۔ دین کی عزت تو دین ہی سے ہے دین کی باتوں کی پوری پابندی کرو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص تمہارے سوا مسجدوں میں زینت اور رونق کر دے تو کیا تم کو اس سے ایسی خوشی ہوگی جیسے کہ اپنا خرچ لگا کر زینت کرتے اور اس میں تم کو خوشی ہوتی۔ غور کر لیجئے کہ اتنی خوشی ہرگز نہ ہوگی بس معلوم ہوا کہ صرف اپنا نام جتانے کے لیے کرتے ہیں ورنہ رونق تو دونوں صورتوں میں برابر ہے پھر دوسرے کے زینت کرنے میں خوشی کم کیوں ہے اور اس فضول خرچی سے تو یہ بہتر تھا کہ اس روپیہ کو مالک سے اجازت لے کر مؤذن کو دے دیا جاتا۔ مگر اس کو کیوں دیتے نام کیسے ہوتا۔

فضول خرچی کسے کہتے ہیں

آپ سمجھتے ہوں گے کہ یہ فضول خرچی نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ فضول خرچی کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ مال خرچ کیا جاوے اور اس میں کوئی نیک غرض نہ ہو پھر یہ فضول خرچی کیسے نہ ہوگی اس میں کون سی اچھی غرض ہے اور چونکہ بہت سے چراغ دکھلاوا کے لیے جلاتے جاتے ہیں اس لیے وہ جائز نہیں کیونکہ دکھلاوا کے لیے کام کرنا گناہ ہے۔ پھر یہ لوگ اسے ثواب بھی سمجھتے ہیں تو کتنی سخت رات ہوئی یہ خرابیاں ہیں زیادہ روشنی کرنے میں اور پھر یہ خرابی الگ رہی کہ انتظام

کرنے والے تو روشنی ہی میں لگے رہتے ہیں نماز میں ان کا دل نہیں ہوتا انہیں تو روشنی ہی کا خیال لگا رہتا ہے اور بعض وقت تو نماز میں بھی شریک نہیں ہوتے۔ اس روز کی تراویح ان کو معاف ہو جاتی ہے کہیں صفوں کے بیچ میں پھرتے ہیں۔ کہیں ایک صف سے دوسری صف میں جاتے میں جاتے ہیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی گردنوں کو پھلانگے گا اس کو قیامت کے دن پُل کی طرح ڈال دیا جائے گا کہ مخلوق اس پر راستہ چلے گی۔ اتنی خرابیاں ہیں اس روشنی میں۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن شریف اور حدیث کے اندر جو حکم ہیں اگر ان پر مسلمان عمل نہ کریں گے تو کون کرے گا۔ کیا دوسرے مذہب والے اس پر عمل کرنے آئیں گے۔ ذرا سوچو تو کہ ان حکموں کو صرف دیکھ لینا اور پڑھ لینا کیا کام دے سکتا ہے۔ جب تک کہ اس پر عمل نہ کریں اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ان کو پڑھ لیتے ہیں دیکھ لیتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ اگر یہی حالت ہے تو کچھ تعجب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اللہ تعالےٰ سے ہماری شکایت کریں گے کہ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ترجمہ اے رب میرے ضرور میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

صاحبو! قرآن کو صرف گھروں میں رکھنا اور زبان سے پڑھنا پورا کام نہیں دے سکتا بلکہ جو کچھ اس کے اندر حکم ہیں ان کو بھی دیکھو اور دل پر اثر ڈالو اور اس پر عمل کرو۔

ختم کے دن مٹھائی بانٹنے میں کیا کیا خرابیاں ہیں

اور ایک خرابی ختم کے دن یہ کر رکھی ہے کہ مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ یہ خرابی اگرچہ ظاہر میں نہیں معلوم ہوتی مگر میں سمجھائے دیتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ یہ مٹھائی یا تو ایک شخص کی رقم سے آتی ہے۔ تو اس میں یہ خرابی ہے کہ اس کی نیت دکھلاوا اور نام کرنے کی ہوتی ہے اور اگر چندہ سے ہوتی ہے تو اس میں یہ خرابی ہے

چندہ زور ڈال کر حاصل کرتے ہیں اور اس سے لوگوں کے دل دکھتے ہیں دل دکھا کر لینا ایسا ہی ہے جیسے کہ مار پیٹ کر لیا جاتے۔ جب دوسرے کو دبا کر شرما کر لیا تو اس کے زبردستی ہونے میں کیا شبہ رہا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شرما کر اور دباؤ ڈال کر لینا ایسا ہے جیسے کہ لاٹھی کے زور سے لیا جاتے۔ اللہ تعالیٰ اس تھوڑے ہی میں برکت دیتے ہیں جو خوشی کے ساتھ دیا جاوے۔ اس کا خیال بہت ہی کم لوگ کرتے ہیں اکثر مسجدوں کے لیے چندہ اسی طریقہ سے کرتے ہیں کہ ایسے لوگ وصول کرتے ہیں کہ جن کا دباؤ دینے والوں پر پڑتا ہے اور وہ اس کے دباؤ اور لحاظ سے چندہ دیتے ہیں اور پھر اس میں بھی بعض چندہ فضول زینت کے واسطے کرتے ہیں۔ جس سے حدیث میں منع کیا گیا ہے اگرچہ وہ زینت اور سجاوٹ اپنے ہی مال سے کی جاتے۔

مسجدوں کو پختہ بنانا اچھا ہے اور ان کو سجانا مناسب نہیں ہے

ہاں عمارت مسجد کی اگر مضبوط بنوائی جاتے تو کچھ حرج نہیں مصالحہ عمدہ لگایا جاتے عمارت بنانے والے تجربہ کار ہوں۔ اینٹ پکی ہو ان میں کچھ خرابی نہیں اور اگر معمولی سی زینت بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہ تو کسی طرح درست نہیں کہ لوگوں سے زبردستی وصول کر کے مسجد کے سجانے میں خرچ کیا جائے۔ چھپر کی مسجد بھی نماز پڑھنے کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ نماز سے مقصود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا ہے اور اس میں چھپر کی مسجد اور پکی مسجد دونوں برابر ہیں۔ بلکہ پکی مسجد میں تو پھول بوٹوں میں خیال بٹ بھی جاتا ہے اور چھپر کی مسجد میں سجاوٹ ہی نہیں جو اس سے خیال بٹے تو جب کہ نماز کے مقصود ہی میں خلل آ گیا تو سجاوٹ کیا کام دے گی۔

ختم کی مٹھائی میں نیتیں خراب ہونے کی پہچان

ایسا ہی حال ہے مٹھائی میں کہ اس میں بھی کوئی تعریف کرانے کے واسطے دیتا ہے کسی سے دباؤ ڈال کر لیا جاتا ہے اور اس کا امتحان یوں ہو سکتا ہے کہ اگر بعد میں نمازی زیادہ جمع ہو جائیں تو مٹھائی کی فکر پڑ جاتی ہے تو جو انتظام کرنے کرنے والے ہوتے ہیں انہیں تو اپنی آبرو کی پڑ جاتی ہے اور نمازیوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اب ایک ہی ایک بتاشہ ملے گا۔ پھر نماز میں دل لگنا تو کوسوں دُور ہو گیا۔ مٹھائی کیا آئی اتنے گناہ چپکا لائی اور سوائے اس کے ایک یہ بات بھی ہے کہ اکثر بے نمازی لوگ بھی آجاتے ہیں اور تعجب نہیں کہ بعضے ان میں سے ناپاک بھی ہوتے ہیں۔ پھر لوگ باتیں کرتے ہیں۔ بے ہودہ باتیں کرتے ہیں ایک دوسرے کی برائی غیبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا ظلم سمیٹتے ہیں۔ یہی حال ہے مولود شریف کی مٹھائی کا۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ عرب میں تو مٹھائی بانٹی جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ بُری بات کسی کے کرنے سے اچھی نہیں ہو سکتی پھر یہ بات بھی ہے کہ تم میں اتنی سادگی بھی نہیں ہے جتنی عرب میں ہے ان کی تو ایسی بے تکلف عادت ہے کہ جب کچھ آدمی رہ جائیں اور مٹھائی ختم ہو جائے تو کہہ دیتے ہیں کہ خلاص یعنی مٹھائی ہو چکی ان کو یہاں کی طرح سے آبرو وغیرہ کی فکر نہیں ہوتی جس کو پہنچ گئی، پہنچ گئی نہ پہنچی تو کچھ خیال نہیں۔ پس آپ اپنے کام کو ان کے کام کے ساتھ کیسے برابری دے سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مٹھائی بانٹنے کا رواج شروع اس طرح ہوا تھا کہ پورا قرآن سُن لینے سے خوشی ہوتی ہے اس خوشی کی وجہ سے بانٹ دیا کرتے تھے اور خود مٹھائی بانٹنے کے اندر کوئی بُرائی تھی نہیں۔ مگر اب تو اس کے اندر بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس وجہ سے اس کا چھوڑ دینا ضروری ہے۔

عید کی رات میں روزہ کی نیت سے نہ کھانا بدعت ہے

اور ہمارے شہروں میں ایک یہ رسم بھی پھیل گئی ہے کہ عید کی رات میں کچھ نہیں کھاتے اور اخیر رات میں صبح کی اذان کا انتظار کرتے ہیں۔ جب اذان ہو لیتی ہے تو کہتے ہیں کہ روزہ کھول لو پھر کچھ کھاتے ہیں تو ان کے نزدیک اب تک رمضان ہی باقی تھا حالانکہ عید کا چاند دیکھتے ہی دوسرا مہینہ شروع ہو گیا۔ خیال تو کیجئے یہ کیسی بے وقوفی ہے دوسرے مہینے کی ایک رات بھی گذر لی اور ان کے یہاں ابھی روزہ ہی ہے۔ حدیث شریف میں تو ہے کہ چاند دیکھتے ہی روزے ختم کرو اور ان کے یہاں ایک رات اور گذر لینی چاہیئے تب کہیں روزے ختم ہوں۔ شاید کوئی کہے کہ حدیث پر تو ہم نے عمل کر لیا کہ چاند دیکھتے ہی روزہ افطار لیا تھا۔ اب رات میں کھانا نہ کھانا اپنا اختیار ہے تو سمجھ لو کہ کھانا نہ کھانے پر روک ٹوک نہیں کی جاتی بلکہ اس کو روزہ سمجھنے سے منع کیا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آپ اس کو روزہ سمجھتے ہیں ورنہ صبح کی اذان سُن کر یہ نہ کہتے کہ روزہ کھول لو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس رات میں بے کھائے پیئے کو روزہ سمجھتے ہیں اور یہ تو کھلی ہوئی بدعت ہے۔ ایسے موقعہ پر تو رسم توڑنے کے لیے خود ارادہ کر کے فجر سے پہلے ہی کھانا چاہیئے۔

عید کے دن سویاں ضروری سمجھ کر پکانا بدعت ہے

ایک رسم عید کے دن یہ کرتے ہیں کہ سویاں ضرور پکائی جاتی ہیں۔ اگر سویاں نہ ہوئیں تو ان کے نزدیک کچھ ہوا ہی نہیں سمجھتے ہیں کہ عید کے دن خاص سویاں ہی ہونی چاہئیں۔ حالانکہ سویاں اور دوسری چیزیں شرع سے برابر ہیں ان کے اختیار کرنے کی صرف یہ وجہ تھی کہ دن عید کا کام کاج ہوتا ہے۔ اس لیئے زیادہ

بکھیڑا کی چیز سویرے سے نہیں پک سکتی اور منظور یہ ہونا ہے سویرے کچھ کھا کر عید گاہ کو جائیں کیونکہ عید کے دن سویرے سے کچھ کھا لینا ثواب ہے اس وجہ سے سویاں کا رواج ہو گیا کیونکہ وہ آسانی سے تیار ہو جاتی ہیں اس میں کچھ بکھیڑا کرنا نہیں پڑتا۔ پھر بعد میں دوستوں میں رشتہ داروں میں بھیجنے کا بھی رواج پڑ گیا۔ لوگ کہتے ہیں عید کا دن خوشی کا ہے دوستوں کے پاس تحفے کیوں نہ بھیجے جائیں اس سے محبت بڑھتی ہے۔

رسم کے طریقہ سے ہدیہ دینے سے محبت نہیں بڑھتی بلکہ اور رنجش ہو جاتی ہے

مگر یہ دھوکہ ہے کیونکہ رسم کے طریقہ سے دینے میں کچھ محبت نہیں بڑھتی بلکہ اور رنجش پیدا ہو جاتی ہے تجربہ سے یہ بات ظاہر ہے ہاں بغیر رسم کے اگر کچھ محبت سے بھیجا جاوے تو اس سے بے شک محبت زیادہ ہوتی ہے جیسے کہ دوست آپس میں ہدیہ کبھی کبھی بھیج دیا کریں اور رسم سے تو محبت بڑھتی نہیں۔ دیکھ لیجئے کہ پیر و مریدان میں کس قدر محبت ہوتی ہے کہ مرید پیر کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے پھر مال تو کیا چیز ہے اتنی محبت اور کسی سے کبھی نہیں ہو سکتی مگر جب یہ بھی آپس میں رسم برتنے لگتے ہیں تو کچھ محبت نہیں رہتی اکثر مُرید پیر کی خدمت کیا کرتے ہیں اور ان کو نذر دیا کرتے ہیں اور اس سے محبت زیادہ ہو جاتی ہے مگر جب اسی نذر دینے کو رسم بنا لیا تو دیکھ لیجئے کہ پیری مریدی کا اب کیا حال ہو گیا محبت تو کیسی اب تو یہ حالت ہے کہ جس جگہ پیر صاحب پہنچ گئے مرید چھپنے لگے کہ ایسا نہ ہو کچھ دینا پڑے دُعائیں مانگنی پڑتی ہیں کسی طرح پیر صاحب جلدی ٹلیں اب فرمایئے کہ یا تو پیر کو نذر دینے سے اس کی خدمت کرنے سے محبت بڑھتی تھی یہاں اُلٹی اور نفرت پیدا ہُوئی یہ کس وجہ سے ہُوا صرف اسی رسم سے۔ میرے ایک دوست کا قصہ

ہے کہ ایک مدت تک انہوں نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خط نہیں بھیجا۔ میں نے ان سے وجہ پوچھی تو کہا میں اتنے دنوں خالی ہاتھ رہا فکر میں ہوں کچھ روپیہ کہیں سے مل جاتے تو خط لکھوں۔ مَیں نے کہا کہ اس خیال میں مت پڑو اب تو ضرور بلا ہدیہ کے خط بھیجو۔ اب دیکھ لیجئے کہ ایک مدت تک اس خیال نے ان کو فائدہ حاصل کرنے سے روکے رکھا۔ اگرچہ پیر کو ہدیہ دینا اچھی بات ہے مگر رسم کر لینے سے اس میں خرابی آگئی۔

عید کے دن جو ہدیہ بھیجے جاتے ہیں وہ اصل میں قرض کے طور پر دیتے ہیں

ایسے ہی عید کے دن کے ہدیہ ہیں اگر ان میں آپ غور کریں تو معلوم ہو جائے کہ یہ قرض دیئے جاتے ہیں کیونکہ دیتے وقت یہ ضرور نیت ہوتی ہے کہ اس کے یہاں سے بھی آئے گا اور اگر ایک مرتبہ نہ آئے تو ادھر سے بھی بند ہو جاتا ہے پس یہ ہدیہ نہ رہا یہ تو قرض ہو گیا۔ پھر قرضدار ہونے سے یا قرضدار کرنے سے کیا فائدہ خلاصہ یہ کہ جن جن کاموں میں خرابیاں ہیں ان سب سے بچنا چاہیے ذرا سی خوبی کسی کام میں دیکھ کر اس کو کر لینا اور اس کی خرابیوں پر نظر نہ کرنا بڑی بے وقوفی ہے۔ اب وعظ ختم کرتا ہوں۔

سارے وعظ کا خلاصہ

اور جو کچھ سارے وعظ کا خلاصہ ہے اس کو دُہراتا ہوں کہ روزہ رکھا مگر پیٹ حرام سے بھرا اور دن کو بھی غیبت وغیرہ میں پھنسے رہے تو یہ روزہ کس کام کا ہوا۔ حاصل یہ کہ روزے کے جو آداب ہیں اور جو اس کے حق ہیں انہیں سیکھو اور عورتوں کو سکھاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزے رکھنے والے اور رات کو نفلیں پڑھنے والے ایسے ہیں کہ ان کی بھوک اور پیاس کی اللہ تعالےٰ کو کچھ حاجت نہیں اور اگر جیسے کہ روزہ

رکھنا چاہیے تھا ویسا ہی رکھ لیا تو اس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روزہ اور نماز دونوں شفاعت کریں گے۔ پس اس کے ساتھ دو نگہبان عذاب سے بچانے کے لیے موجود ہوں گے۔ پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس کے لیے دو سرکاری نگہبان موجود ہوں۔ اس کی کیسے نجات نہ ہوگی۔ اللہ تعالے عمل کی توفیق بخشیں۔ آمین!

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ
بہر سر[1] افگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ
چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

[1] سر جھکانا اللہ کے سامنے

ارشادات

حضرت حکیم الامت مجدد الملت
مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

بدنگاہی کے نقصانات

فرمایا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نامحرم کو دیکھنے کا تقاضا قلب میں ہو، اس کو ہم ایک دفعہ جی بھر کر دیکھ لیں تو تسکین ہو جائے گی، یہ محض غلط ہے وہ تسکین عارضی ہے۔ اس دیکھنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ دل کی گہرائی میں اُتر جاتا ہے اس لیے محسوس نہیں ہوتا اور تسکین کا جو شبہ ہوتا ہے تو قصداً اس کا تصور کر کے مزہ لینا زہر قاتل رہزن دین ہے۔

حدیث شریف میں ہے؛

اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے

توبہ کا کمال

فرمایا کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ دیکھئے بارود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے۔

صحبتِ اولیاء

فرمایا جو شخص بخشش کا طالب ہو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھے۔ تمہارے اعمال میں ان کی صحبت سے برکت ہوگی۔ اہل اللہ کے دل روشن ہیں۔ پاس رہنے سے دل میں نُور آتا ہے۔ جب نور آتا ہے ظلمت و تاریکی بھاگ جاتی ہے، شبہ جاتا رہتا ہے۔ ان کا دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

اتباعِ سُنّت سے محبُوبیت کا راز

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ کی ہیئت (وضع) بناتا ہے اس پر اللہ تعالےٰ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہم شکل ہے۔ پس یہ وصول کا سب سے اقرب طریق ہے (اللہ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ ہے۔)

(کمالاتِ اشرفیہ)

القول العزیز

اے خدا باقی ہے تو اپنی محبت دے مجھے
دیکھ لی فانی ہے دنیا اس سے نفرت دے مجھے
تیرے در کی ہو رہوں اب ایسی قسمت دے مجھے
چھوڑ دوں دنیا کو بالکل ایسی ہمت دے مجھے
دیکھ لی بس دیکھ لی سخت بے بنیاد ہے

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

جس کو دیکھو لڑ رہا ہے ما و من کے واسطے

کر رہا ہے جان کو قربان تن کے واسطے

سب تو ہیں شمشیر زن قوم و وطن کے واسطے

تو اُٹھا تلوار ربِّ ذوالمنن کے واسطے

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ